رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۲۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا ۔ الہام حضرت مسیح موعود

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ: مہر محمد خان

جلد ۷ | مورخہ ۱۲ ۔ جنوری ۱۹۲۰ء | دوشنبہ | مطابق ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ | نمبر ۵۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں اطلاع دیجا چکی ہے ۔ ۲ جنوری ۱۹۲۰ء کو بعد نماز مغرب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگلستان میں مسجد بنانے کے متعلق تحریک کی اور فرمایا کہ اس کام کیلئے اسوقت کم از کم تیس ہزار روپیہ کا اندازہ لگایا ہے لیکن قبل اسکے کہ باہر کے احمدیوں میں اس کیلئے تحریک کیجائے میں چاہتا ہوں کہ یہاں کے دوست اس کام میں اس طرح حصہ لیں کہ دوسروں کیلئے نمونہ ہوں ۔ گو اسوقت بوجہ اطلاع نہ ہونے کے سارے احباب موجود نہ تھے تاہم ۶ ہزار کے قریب چندہ ہو گیا ۔ ۳ تاریخ صبح کو مستورات میں حضور نے یہی تحریک فرمائی ۔ اور انہوں نے بھی دل کھولکر حصہ لیا ۔ پھر اسی دن نماز کے بعد حضور نے مسجد اقصیٰ میں تقریر کی اور ۹ جنوری ۱۹۲۰ء کو خطبہ جمعہ بھی اسی کے متعلق پڑھا ۔ اسوقت تک یہاں بارہ ہزار ...

اخبار احمدیہ

نومبائعین بریلی

جناب حافظ سید مختار احمد صاحب مختار شاہجہانپوری امسال جلسہ کے موقعہ پر بوجہ بیمار ہو جانے کے تشریف نہ لا سکے ۔ آپ کا خط جو دفتر میں آیا ہے ۔ اسمیں نہ آ سکنے کے صدمہ کا اظہار فرماتے ہوئے آپ نے ایک خوشخبری بھی سنائی ہے ۔ کہ مندرجہ ذیل اشخاص آپکے ذریعہ ۲۵ ۔ دسمبر ۱۹۱۹ء کو سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے ۔ (۱) شیخ غلام جیلانی صاحب بریلوی (۲) مسماۃ علیم النساء زوجہ شیخ غلام جیلانی صاحب (۳) بابو محمد عمر صاحب (۴) کبریٰ خاتون زوجہ محمد عمر صاحب (۵) محمد عثمان ولد بابو محمد عمر صاحب (۶) محمد فاروق ولد بابو محمد عمر صاحب (۷) شکیلہ خاتون بنت محمد عمر صاحب

جناب حافظ صاحب کو خاص شاہجہانپور میں سے ایک اچھی تعداد کے جلد سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کی اُمید ہے ۔ مخالفین ایک جلسہ کرنا چاہتے ہیں ۔ جونہی ان کا جلسہ ہؤا ۔ چند سعید روحیں حق کی طرف آ جائینگی ۔ جناب حافظ صاحب باوجود بیمار رہنے کے تبلیغ احمدیت میں جس قدر کوشاں رہتے ہیں ۔ وہ دوسرے احباب کیلئے قابل تقلید ہے ۔ ہماری دعا ہے ۔ کہ خدا تعالیٰ جناب حافظ صاحب موصوف کے جسمانی عوارض دور فرما دے تاکہ وہ دوسروں کے روحانی عوارض دور کرنے میں بیش از بیش کوشش کر سکیں ۔

اعلانات نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے سالانہ جلسہ کے موقع پر ۲۷ دسمبر ۱۹ء کو حسب ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا :-

(۱) زینب بی بی بنت قادر بخش صاحب بنجارہ ساکن ...

کا نکاح محمد روشن ولد احمد خان صاحب سے ۲۰۰ دو سو روپیہ مہر پر
(۲) صالح بی بی بنت نظام الدین صاحب سیالکوٹ کا نکاح محمد اسلم ولد محمد الدین صاحب سے ایک ہزار روپیہ مہر پر
(۳) جنت بی بی دختر فتح الدین صاحب چھبہ تحصیل نرہ کا نکاح علی شیر ولد ماہی سے ۸۰ روپیہ مہر پر۔
(۴) امۃ العزیز ولد عبد اللہ صاحب کا نکاح نثار احمد ولد امام دین صاحب سے۔
(۵) زینب بی بی کا نکاح عمر دین سے دو سو روپیہ مہر پر

۲۸ - دسمبر ۱۹۱۹ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جن نکاحوں کا اعلان فرمایا - ان کے اسمار (۱) خدیجہ بیگم بنت مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے قادیان کا نکاح ولی محمد صاحب سے ایک ہزار روپیہ مہر پر۔ (۲) رحیم بی بی بنت غلام قادر صاحب کا فتح الدین صاحب سے ڈھائی سو روپیہ مہر پر۔
(۳) صغرا بیگم کا نکاح محمد یوسف صاحب سے تین سو روپیہ مہر پر
(۴) فاطمہ بی بی کا نکاح عبد الغنی صاحب سے تین سو روپیہ مہر پر
(۵) محمد بی بی کا نکاح عبد الخالق صاحب سے ڈھائی سو روپیہ مہر پر
(۶) عائشہ بیگم بنت حاجی کریم بخش صاحب کا نکاح محمد نذیر صاحب سے پانچ سو روپیہ مہر پر۔
(۷) حمیدہ بیگم کا نکاح غلام احمد صاحب پسر غلام مرتضیٰ صاحب سے ۲۰۰ دو سو مہر پر
(۸) معراج بی بی کا نکاح خضر احمد صاحب پسر محمد اشرف خالصا صاحب سے ۴۰۰ مہر پر
(۹) رحمت بی بی کا نکاح نبی بخش صاحب سے ۲۰۰ مہر پر۔
(۱۰) جلال خاتون کا نکاح عبد الغنی صاحب سے ۲۵۰ مہر پر۔
(۱۱) محمودہ بیگم کا نکاح اقبال حسین صاحب سے ۷۰۰ مہر پر۔
(۱۲) صغیر بانو کا نکاح احمد حسن صاحب سے ۲۰۰ مہر پر۔
(۱۳) ام کلثوم کا نکاح محمد دین صاحب سے ۵۰۰ مہر پر۔

۲۹ - دسمبر ۱۹۱۹ء کو حسب ذیل نکاح ہوئے۔
(۱) عظیمہ بیگم کا نکاح عزیز احمد صاحب سے ۵۰۰ مہر پر
(۲) رشیم بی بی کا نکاح مہر الدین صاحب سے ۱۰۰ مہر پر
(۳) حلیمہ بیگم بنت بابو فقیر علی صاحب کا نکاح بابو غلام رسول صاحب سے ۵۰۰ مہر پر۔
(۴) حفیظہ بی بی کا نکاح روشن دین صاحب سے ۶۰۰ مہر پر
(۵) نصیرہ بیگم کا نکاح عصمت اللہ خان پسر چودھری فضل احمد خان صاحب سے ایک ہزار روپیہ مہر پر۔

ان کے علاوہ اور نکاحوں کی بھی اطلاع ہمارے پاس پہنچی ہے - جن کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-
(۱) بشیر بیگم بنت شیخ محمد صاحب ساکن موضع ادورائے سے مبلغ ۵۰۰ روپیہ مہر پر محمد عطاء اللہ صاحب پسر بابو اکبر علی صاحب احمدی انسپکٹر اِن کرس روہڑی کا نکاح ہوا
(۲) میاں ولی محمد صاحب ساکن لدھیانہ کا نکاح عائشہ بیگم بنت میاں امام الدین صاحب سیکھوانی پانصد مہر پر ۲ - جنوری کو حضرت خلیفہ ثانی نے پڑھا

(نوٹ) جلسے کے دنوں میں جن نکاحوں کا اعلان ہوا - ممکن ہے - ان کے اسمار میں کسی قدر غلطی ہو گئی ہو - اطلاع آنے پر انشاء اللہ اصلاح کر دی جائیگی

درخواستہائے دعا

برادر شمس الدین صاحب کلکتہ مشکلات میں ہیں - برادر شیخ غلام محمد صاحب سوداگر فیروز پور مشکلات میں ہیں - اور ڈاکٹر مرزا علی احمد صاحب کے کانوں میں تکلیف ہے - حکیم جلال الدین صاحب ڈیرہ نانک بیمار ہیں - برادر مظفر الدین صاحب کلکتہ بیمار ہیں - برادر منشی الیاس الدین صاحب مدرس مدرسہ بہلول پور مشکلات میں ہیں - برادر عبد الرحمن صاحب کلانوری کے غیر احمدی سسرال ان کی بیوی کو نہیں بھیجتے - ان سب بھائیوں کے کاموں کی درستی اور بیماروں کی صحت کیلئے دعا کی جائے۔

نیز عبد الوہاب صاحب بریلوی بھی طالب دعا ہیں
اور ایک احمدی بہن بھی درخواست دعا کرتی ہیں۔

نماز جنازہ

سید مزمل شاہ صاحب ساکن گھیڑ کی والدہ اور شیخ محمد بخش صاحب بھنگا کی والدہ اور جناب ملک کرم الٰہی صاحب ضلعدار نہر ٹوبہ ٹیک سنگھ کے والد صاحب اور چودھری عنایت اللہ خان صاحب حافظ آباد کی اہلیہ اور مولوی مبارک علی صاحب بی - اے - بی - ٹی بنگال کے چھوٹے بھائی مسٹر ولایت علی متعلم میڈیکل کالج کلکتہ اور غلام جیلانی صاحب - برادر حاجی غلام جیلانی صاحب بریلی اور تواب الدین صاحب چک نمبر ۸۸ شمالی سرگودھا کے والد اور مولوی عبد الغفار صاحب پنشنر سابق مدرس سامانہ اور سید محمد شاہ صاحب باچھواڑہ فوت ہو گئے - انا للہ و انا الیہ راجعون - احباب مرحومین کا جنازہ غائب پڑھیں

سالانہ جلسہ پر گم شدہ اشیاء

ایام جلسہ سالانہ ۱۹۱۹ء دوکان میاں محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان پر بعض احباب بھول کر حسب ذیل اشیاء چھوڑ گئے ہیں - جن جن دوستوں کی ہوں - نشان دے کر ان سے منگوائیں :-

(۱) کمبل (۲) پاجامہ بچہ کا (۳) کمربند (۴) واسکٹ (۵) چادر (۶) دستانہ (۷) لنگوٹ (۸) جراب بچے کی (۹) برش (۱۰) بالش سیاہ

اعلان

اطلاع عام کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مرزا ارشد بیگ صاحب کی تمام اراضی واقع موضع راجپورہ تحصیل گورداسپور جو انہوں نے بروئے فیصلہ ثالثی مابین مرزا گل محمد صاحب و خود کے حاصل کی تھی (سوائے اس حصہ کے جو وہ شیخ چراغدین صاحب وکیل گورداسپور کے پاس بیع کر چکے ہیں) اور نیز وہ جو انہوں نے مرزا احسن بیگ صاحب و مرزا اسلم بیگ صاحب پسران مرزا اکبر بیگ صاحب لاہوری و مرزا انور بیگ صاحب و مرزا اختر بیگ صاحب پسران مرزا اسعد بیگ صاحب لاہوری سے بذریعہ ہبہ نامہ حاصل کی تھی - کل کی کل مرزا گل محمد صاحب قادیان نے بمعاوضہ پینتیس ۳۵ سو روپیہ دس سال کی میعاد پر مرزا ارشد بیگ صاحب سے رہن باقبضہ لی ہے اور رہن نامہ سب رجسٹرار صاحب گورداسپور کے سامنے باقاعدہ رجسٹری ہو چکا ہے۔

شیخ نور احمد مختار عام مرزا گل محمد صاحب قادیان

اعلان

ضلع انادہ کے قریب ایک مشن ہائی سکول میں ایک سکنڈ مولوی کی ضرورت ہے - تنخواہ بیس روپے ماہوار شروع میں ملیگی - کوئی مولوی عالم یا منشی فاضل یہاں ملازمت کرنا چاہے تو بہت جلد اپنی درخواست بنام محمد عثمان صاحب احمدی رحمت منزل احاطہ خام فقیر محمد خان صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۱۲- جنوری ۱۹۲۰ء

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ
بابت ۱۹۱۹ء

۲۸- دسمبر ۱۹۱۹ء کی کاروائی

آج کے پہلے اجلاس کے صدر جناب چودہری ابوالہاشم خان صاحب ایم اے بنگال تھے۔ تلاوت قرآن کریم محمد اعظم صاحب تکی کی خورد سالہ لڑکی نے عربی لہجہ میں کی۔ اور منشی قاسم علی خان صاحب نے اپنی نظم پڑھی۔

اس کے بعد صیغہ جات نظارت و صدر انجمن احمدیہ کی رپورٹوں کے سنانے کا وقت تھا اور ہر ایک رپورٹ کے لئے بیس بیس منٹ وقت رکھا گیا تھا۔ جو بہت تھوڑا تھا۔ اس میں خواہ کتنا ہی اختصار کیا جاتا۔ ضروری امور بیان نہیں ہوسکتے تھے۔ تاہم جو کچھ ہو سکا وہ کیا گیا۔ صدر انجمن کی رپورٹ چھپ رہی ہے۔ اور عنقریب شائع ہو جائیگی۔ انشاء اللہ۔ اور نظارت کی رپورٹیں بھی عنقریب چھپ کر شائع ہو جائینگی۔ مفصل طور پر تو احباب اسوقت ان سے آگاہ ہو سکینگے۔ مگر کسی قدر یہاں بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

صیغہ تالیف و اشاعت کی رپورٹ کا خلاصہ

سب سے پہلے ناظر صاحب تالیف و اشاعت جناب مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے اپنی رپورٹ کے بعض حصے پڑھکر سنائے آپ نے بتایا کہ اس صیغہ کو حضرت خلیفہ ثانی نے اس غرض سے قائم کیا ہے کہ مخالفین کی مخالفانہ مساعی کا ایک انتظام کے ماتحت مقابلہ کیا جائے۔ اور خود ایسے نئے نئے طریق سوچے جائیں۔ جنکے ماتحت تبلیغ کا کام آسانی سے اور احسن طریق پر انجام پائے۔ اور ایسا لٹریچر شائع کیا جائے۔ جو تبلیغ کے لئے مفید ہو۔ اس صیغہ کے دو حصہ ہیں۔ ایک تالیف دوسرا اشاعت۔ اور ہر ایک صیغہ ایک نائب ناظر کے سپرد ہے۔ صیغہ تالیف کے نائب ناظر مولانا حافظ روشن علی صاحب ہیں۔ اور اشاعت کے نائب ناظر خان محمد عبداللہ خان صاحب ہیں لیکن چونکہ وہ اس سال کا بہت حصہ رخصت پر رہے ہیں اس لئے ان کا کام ناظر صیغہ کو کرنا پڑا۔ ان کاموں میں مشکلات بہت ہیں۔ اول قحط الرجال ہے۔ اس لئے ایک آدمی کے سپرد کئی کئی کام ہیں۔ مثلاً جناب حافظ صاحب صیغہ تالیف کے علاوہ مفتی بھی ہیں۔ اس سال انہوں نے ۲۷۸ فتوے دئے۔ جنمیں سے بعض کی تحقیقات پر ان کے کئی کئی دن صرف ہوئے پھر حافظ صاحب مبلغ بھی ہیں۔ اور مبلغوں کے اُستاد بھی۔ سال زیر رپورٹ میں حافظ صاحب قریباً چار ماہ تک دوروں میں رہے ہیں۔ دوسرے اس میں مدد دینے والے جناب مولوی فضل الدین صاحب ہیں۔ ... ... اس صیغہ میں اُردو عربی کی تالیف فی الحال ہوتی ہیں۔ لیکن زیادہ تر اُردو میں۔

صیغہ تالیف اپنا کام خط و کتابت کے ذریعہ بھی کرتا ہے۔ اور مضامین شائع کرتا ہے۔ چنانچہ ۱۰۷ خطوط لکھے گئے۔ اور ۲۰ مبسوط مضامین شائع ہوئے۔ اور تین کتابیں شائع ہوئیں۔ عربی میں دو ٹریکٹوں کا ترجمہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے کیا ہے اشاعت کے ماتحت الفضل ہے۔ رسالہ تشحیذ ہے مبلغین اس صیغہ کے ماتحت باہر جاتے اور خطوط کے ذریعہ بھی تبلیغ کرتے ہیں۔ علاوہ ان مبلغین کے جو باقاعدہ ملازم ہیں۔ آنریری مبلغین کا ذکر کیا گیا۔ جو جوش سے کام کر رہے ہیں۔ مثلاً ابو عبدالکریم صاحب مصر میں سیلون کے احمدی اور ہند میں۔ چودہری ابوالہاشم خان صاحب بنگالی۔ سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندر آبادی حافظ سید مختار احمد صاحب مختار۔ شاہجہانپور قاضی محمد یوسف صاحب پشاور وغیرہ۔ اس سال مولوی غلام رسول صاحب نے مالابار کا سفر کیا۔ اور ۵۰ آدمی آپ کے ذریعہ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ نمکور میں حکیم خلیل احمد صاحب کے ذریعہ جماعت قائم ہوئی۔ اب حضرت صاحب نے پنجاب کے ہر ضلع کا نقشہ منگایا ہے جس سے غرض یہ ہے۔ کہ پنجاب کے ہر ایک گاؤں میں ہمارے مبلغ جائیں۔ ولایت میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ اب تجویز ہے۔ کہ ولایت میں اس قسم کا انتظام کیا جائے۔ جس سے بہت سے آدمی وہاں جاسکیں۔ اور تبلیغ کریں۔ اور ساتھ تجارت کا بھی سلسلہ رکھیں ۞

صیغہ تعلیم و تربیت کی رپورٹ کا خلاصہ

اس کے بعد صیغہ تعلیم و تربیت کی رپورٹ جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے جستہ جستہ مقامات سے سنائی۔ آپ نے بتایا کہ اس صیغہ کے دو حصہ ہیں۔ اول تعلیم۔ دوسرا تربیت۔ اسوقت تک جو کچھ ہوا ہے۔ تعلیم کا کام ہے تربیت کی طرف زیادہ توجہ نہیں ہوئی۔ اس صیغہ کے قائم ہونے کے وقت تک جو مدارس قائم تھے۔ ان کو دیکھا گیا۔ انمیں سے جن کا وجود مفید نہ تھا۔ ان کو توڑ دیا گیا پہلے پرائمری مدارس تھے۔ اب دو مڈل سکول بھی قائم کئے گئے۔ چونکہ اساتذہ کی کمی ہے۔ اس لئے یہاں ٹریننگ کلاس قائم کی گئی ہے۔ جسمیں طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ جو امید ہے۔ مفید ثابت ہونگے۔ آئندہ اس سلسلہ کو ترقی دینے کا خیال ہے۔ اس صیغہ نے تعلیم کے لئے اسباق القرآن کا سلسلہ شروع کیا تھا مگر جب سوالات بغرض جواب باہر بھیجے گئے۔ تو بہت کم جواب آئے۔ احباب کو اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے

صیغہ امور عامہ کی رپورٹ کا خلاصہ

اس کے بعد صیغہ امور عامہ کی رپورٹ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے سنائی۔ آپ نے صیغہ امور عامہ کے کارناموں کا ذکر کیا اور بتایا کہ گذشتہ شورش کے ایام میں اس صیغہ نے ہدایت امام جماعت احمدیہ کے ماتحت بہت بڑا کام کیا۔ اور نازک مرحلوں کو آسانی سے طے کیا

گورنمنٹ کی خدمت کی ہے۔ اور اس طرح اس فرض کو ادا کیا گیا۔ جو احمدی ہو کر جماعت کے ہر فرد پر واجب ہے۔ پھر آپ نے رشتہ ناطوں اور تلاش معاش کے متعلق بعض باتیں ذکر کیں۔ اور پھر یہ بتایا کہ اس صیغہ کا یہ بھی فرض ہے۔ کہ جماعت کے نوجوانوں کو مفید تعلیمی شاخوں میں شامل ہونے کا مشورہ دے۔ اور پھر اُمید ظاہر کی۔ کہ احباب بیرونی معاملات کے متعلق جس قدر تفصیلات ان سے طلب کی جاتی ہیں۔ براہ مہربانی ان کے متعلق جلدی جواب دیا کریں۔

صدر انجمن کی رپورٹ کا خلاصہ

صیغہ اُمور عامہ کے بعد جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے اپنی رپورٹ سنانی شروع کی۔ اور بتایا کہ سال زیر رپورٹ میں مجلس معتمدین کے سابقہ ممبروں میں سے جناب میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی کا انتقال ۱۵۔ نومبر ۱۹۱۸ء کو ہو گیا۔ اس لئے ان کی بجائے خان صاحب محمد ذوالفقار علی خان صاحب رام پوری ممبر بنائے گئے۔ اور جناب مفتی محمد صادق صاحب اور چودہری فتح محمد صاحب چونکہ ولایت میں ہیں۔ ان کی بجائے جناب مولانا حافظ روشن علی صاحب کو قائم مقام ممبر بنایا گیا۔ اور بتایا کہ بوجہ کام کی زیادتی کے مجلس معتمدین کے ماتحت ایک مجلس ناظم قائم کی گئی۔ جس کے سکرٹری و صدر مجلس معتمدین کے صدر و سکرٹری ہوئے۔ اور ممبران افسران صیغہ جات اور مدرس اعلیٰ مدرسہ احمدیہ و ہیڈ ماسٹر۔ مجلس معتمدین کے صدر مولوی شیر علی صاحب و سکرٹری ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب۔ مشیر قانونی چودہری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لاء ہیں۔

مجلس نے سال زیر رپورٹ میں ۳۴ اجلاس کئے اور ۵۰۷ امور ایجنڈا میں آئے۔ انجمن کی جائداد میں تین کنوؤں کا اضافہ ہوا۔ اکتوبر ۱۹۱۸ء میں انفلوئنزا کے ایام میں گرد و نواح میں دوائیں وغیرہ اور طبیب بھی مفت مہیا کئے گئے۔ اور قریباً تین ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ قادیان میں پرائمری سکول کی عمارت تیار ہوئی مقبرہ بہشتی کی وسعت کے لئے زمین خریدی گئی نور ہاسپٹل مکمل ہو گیا۔

مارچ ۱۹۱۹ء میں جو جلسہ بجائے دسمبر ۱۹۱۸ء کے ہوا۔ اسمیں قریباً ۸ ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ ۱۹۲۰ء کا بجٹ اس دفعہ دو لاکھ ۳۴ ہزار روپیہ رکھا گیا ہے۔

اپیل

رپورٹوں کے بعد خان صاحب محمد ذوالفقار علی خان صاحب رام پوری نے اپیل کی۔ اور اپیل کے قبل آپ کا ایک مسدس جو چندہ کے متعلق تھا منشی قاسم علی خان صاحب قادیانی نے پڑھکر سنایا اس کے بعد خان صاحب نے نہایت پُر درد الفاظ میں کہ جن سے ان کی بھی آنکھیں پُرنم تھیں۔ اپیل کی۔ اور حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر احمدیوں نے جو عہد کیا ہے یاد دلایا اور بتایا کہ تمہیں ابھی کتنا کام کرنا ہے۔ اور تمہارے سر پر اخراجات کا کتنا بوجھ ہے۔ اور فرمایا۔ کہ یہ ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت ایک غرباء کی جماعت ہے۔ لیکن جو عقد ہمت اور دین کا سچا جوش اس جماعت کو دیا گیا ہے۔ اس کا دنیا کی کسی جماعت میں پتہ نہیں۔ پس اپنے اخلاص اور جوش کا نمونہ دکھاؤ اور تبلیغ کے کام میں بڑھ چڑھ کر ہمت دکھلاؤ۔ اگر تم نے ہمت ہار دی۔ تو یاد رکھو یہ کام تو ضرور ہوگا مگر خدا کے روبرو تم سرخرو نہیں ہو سکو گے۔ ابھی خان صاحب بیان فرما ہی رہے تھے کہ چندہ ہونا شروع ہو گیا۔ اور دیر تک چندہ ہوتا رہا۔ جس کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر کا خلاصہ

اتنے میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح تشریف لے آئے۔ اور حضور نے ظہر و عصر کی نماز جمع کر کے پڑھائی۔

دو بج کر ۵۵ منٹ پر حضور تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ پہلے آپ نے چند نکاحوں کا اعلان فرمایا اس کے بعد حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کی۔ اور یہ آیت پڑھ کر وقال الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما عبدنا من دونہ الآیہ۔ فرمایا۔ کل میں نے تبلیغ اسلام کرنے کی تحریک کی تھی۔ میں اس کے متعلق تفصیل سے بیان نہیں کر سکا تھا۔ اس کے عملی حصہ کے متعلق آج آپ رپورٹیں سن چکے ہیں۔ آج ولایت سے تار آیا ہے۔ وہاں کے تمام انگریز مسلمان آپ صاحبوں کو السلام علیکم کہتے ہیں۔ نیز تار میں یہ بھی ذکر ہے کہ ولایت کی آخری رپورٹوں کے بعد سولہ آدمی اور اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ فالحمد للہ۔

پھر فرمایا کہ کل میں نے کہا تھا کہ ایک اہم مسئلہ کے متعلق جو ایمانیات سے تعلق رکھتا ہے۔ میں آپ کو کچھ سنانا چاہتا ہوں۔ اور وہ تقدیر کا مسئلہ ہے۔ یہ اتنا اہم اور نازک مسئلہ ہے۔ کہ رسول کریم نے ایک دفعہ بعض لوگوں کو اس مسئلہ میں بحث کرتے دیکھ کر سخت غصہ کا اظہار کیا اور فرمایا کہ تم اس میں تنازع نہ کرو۔ کیونکہ پہلی اُمتیں اس میں تنازع کر کے ہلاک ہوئی ہیں۔ لیکن دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ یہ مسئلہ ایسا ضروری ہے۔ کہ جب تک انسان اس پر ایمان نہ لائے۔ وہ مومن نہیں ہو سکتا۔

میں نے ایک دفعہ قرآن کریم کو صرف اسی مسئلہ کے حل کرنے کے لئے از ابتداء تا انتہاء پڑھا۔ میرے نزدیک یہ مسئلہ ایمان کو بڑھانیوالا ہے۔ اور ایسا ہے کہ جب تک اس پر ایمان نہ ہو۔ ایمان میں کمال نہیں حاصل ہو سکتا۔ چونکہ یہ مسئلہ اپنی نزاکت کے لحاظ سے خطرناک بھی ہے۔ اس لئے میں نے بہت دُعاؤں کے بعد اس پر بولنے کی جرأت کی ہے لوگوں نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اس کی اصل حقیقت کو مدنظر نہیں رکھا .. ..

ان سے ایک حصہ نے تو خدا تعالیٰ کو بالکل لاشی کی طرح قرار دیدیا۔ اور دوسرے نے کہا کہ جو کچھ انسان کرتا ہے خدا ہی کراتا ہے۔ ان بے فائدہ باتوں میں پڑے رہے۔ اور یہ نہ دیکھا کہ اس مسئلہ کو جو ایمانیات میں داخل کیا گیا ہے۔ تو کیوں داخل کیا گیا ہے۔

حضور نے اس مسئلہ کے متعلق جو لوگ افراط و تفریط میں گئے ہیں۔ ان کی باتوں کو رد کیا۔ پھر تقدیر کے اصل معنی بیان فرمائے۔ اور پھر تقدیر کے اقسام بتلائے۔ کہ تقدیر چار قسم کی ہوتی ہے۔ اول تقدیر عام طبعی (۲) تقدیر خاص طبعی (۳) تقدیر عام شرعی (۴) تقدیر خاص شرعی اسکے بعد حضور نے ہر ایک تقدیر کی تفصیل بیان کی۔ اور ہر ایک کے متعلق نبی کریم اور صحابہ اور حضرت مسیح موعود

کے واقعات اور دنیا کے حالات بطور مثال پیش فرمائے ابھی چونکہ تقریر کا ایک حصہ باقی تھا۔ جس میں یہ بتانا تھا۔ کہ اس کے فوائد کیا ہیں۔ مگر ساڑھے سات بج چکے تھے۔ اور سخت سردی شروع ہو گئی تھی۔ اس لئے حضور نے لوگوں سے دریافت کیا کہ ابھی یہ مضمون بیان کیا جائے یا کل پر رکھا جائے۔ اکثر کی مرضی تھی کہ حضور ابھی بیان فرمائیں۔ لیکن حضور نے احباب کی تکلیف کے خیال سے یہی پسند فرمایا کہ بقیہ مضمون کل بیان کیا جائے۔ اور اعلان کر دیا گیا۔ کہ کل صبح کو حضور کی بقیہ تقریر ہو گی۔

۲۹۔ دسمبر ۱۹۱۹ء کی کارروائی

دوسرے دن مسجد نور میں اجلاس شروع ہوا۔ پہلے ایک عرب لڑکی نے تلاوت قرآن کریم کی۔ پھر خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب کی نظم پڑھی گئی۔ جو غالب کی ایک مشہور غزل پر کہی گئی تھی۔ اس کا پہلا مصرعہ یہ تھا ع

مسلم شاکر خدا۔ کوئے ہوس میں جائے کیوں

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر کا خلاصہ

اس کے بعد حضور نے چند نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ اور نکاحوں سے پہلے ایک مختصر تقریر فرمائی جس میں بتایا کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے ان رسوم سے نجات دی ہے۔ جو لوگوں کو تباہ کرنیوالی تھیں اور ہمارے نکاح بہت آسانی سے ہو جاتے ہیں لیکن جلسہ کے موقعہ پر نکاحوں کا سلسلہ اتنا لمبا ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ صرف اعلان ہی ہوتے ہیں۔ پھر بھی بڑا وقت خرچ ہوتا ہے۔ جس سے خیال پڑتا ہے۔ کہ شاید آئندہ ایک تقریر نکاحوں کے لئے رکھنی پڑے یہ ان لوگوں کا اخلاص ہے۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر نکاح کراتے ہیں۔ مگر میں کہتا ہوں کہ وہ دوسرے وقتوں میں آیا کریں۔ تاکہ ان کو وہ نصائح بھی بتا دئے جایا کریں جو قرآن و حدیث میں درج ہیں۔ اور جو ہم اسوقت بوجہ وقت کی تنگی کے بیان نہیں کر سکتے۔ نکاحوں کے بعد حضور نے بیعت کرنیوالوں کو مخاطب کر کے مختصر تقریر فرمائی جس میں بتایا کہ چند لوگ پگڑیاں ڈالدیں۔ جن کا ایک سرا پیر کے ہاتھ میں ہو۔ اور باقی ان کو اپنے ہاتھ میں لئے رہیں اور فرمایا۔ کہ یہ ایک روحانی طریق فیض پہنچانے کا ہے اور یہ خاص وقت ہوتا ہے۔ اس لئے اس وقت توجہ کرنی چاہیئے۔

چنانچہ حضور نے پنجابی میں الفاظ بیعت کہنے شروع فرمائے۔ جن کو خاکسار نائب ایڈیٹر الفضل پنجابی میں باآواز بلند دوہراتا گیا۔ اور لوگ ان کے مطابق کہتے گئے بیعت کے بعد حضور نے دعا فرمائی۔ اور پھر فرمایا کہ یہ زمانہ ہمارے لئے مشکلات کا زمانہ ہے۔ غیر احمدیوں پر عذاب آرہے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم کیوں ان کے ساتھ عذاب میں شامل نہیں ہوگئے۔ انہوں نے ہمارے آقا کو اذیتیں دیں۔ اور اس کو جھٹلایا۔ اور خدا کے مامور کی ہتک کی۔ اور اس کی تکذیب میں مصروف رہے خدا کا مامور آیا۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہم اس کو اسوقت تک نہیں مان سکتے۔ جب تک کہ ترکوں کی سلطنت باقی ہے۔ اب جبکہ خدا نے اپنے مامور کی صداقت کے لئے اس کو توڑنا شروع کیا ہے۔ تو چیختے ہیں۔ ہمیں ترکوں کی سلطنت کے مٹنے کا رنج ہے۔ کیونکہ اس سے اسلام کی ظاہری شوکت کو صدمہ پہنچتا ہے۔ اور وہ لوگ نام میں ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کے نشانات ظاہر ہونے سے ہم خوش بھی ہیں۔ غیر احمدی خفیہ طور پر ہمیں بائیکاٹ کر دینے کی کوششیں کر رہے ہیں۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ ان کی تمام مخالفتیں ہمارا انشاء اللہ کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتیں۔

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے ماتحت جناب مولانا حافظ روشن علی صاحب نے پنجابی میں اعلان کیا۔ کہ حضور بقیہ تقریر کرنے سے قبل کل کی تقریر کا پنجابی میں خلاصہ بیان فرمائینگے۔ اس کے بعد حضور نے چند منٹ تک پنجابی میں کل کی تقریر کا خلاصہ بیان فرمایا۔ پھر بقیہ تقریر شروع کی۔

چونکہ یہ مسئلہ بہت نازک اور بہت اہم ہے۔ اس لئے احباب اس وقت کا انتظار کریں۔ جبکہ عنقریب یہ تقریر کتابی صورت میں شائع ہو گی۔ یہ ایسی تقریر ہے کہ جس سے لوگوں کے علم اور معرفت اور ایمان میں انشاء اللہ بہت ترقی ہو گی۔ دو بجے یہ تقریر ختم ہو گئی۔

حضور کی تقریر کے بعد دو تین منٹ کے لئے مسٹر ساگر چند بیرسٹرایٹ لاء نے تقریر کی اجازت حضرت خلیفۃ المسیح سے چاہی۔ اور انہوں نے سٹیج پر آکر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کے بعد کہا کہ :۔

مسٹر ساگر چند کی تقریر

قادیان کی مقدس زمین میں مجھ اتنے بھائیوں کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ میں آپ صاحبوں کے سامنے کھڑا ہوں۔ میں گذشتہ دو تین یوم سے بیمار ہوں اس لئے زیادہ نہیں بول سکونگا۔ صرف دو تین منٹ کچھ کہوں گا۔ مجھے ابتدا سے ہی مذاہب کے مطالعہ کا شوق تھا۔ اور میں نے سب مذاہب کا مطالعہ کیا ہے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ تمام مذاہب میں کچھ نہ کچھ صداقتیں ہیں۔ اور جو شخص اسبات کا انکار کرے وہ متعصب ہے۔ لیکن ایک بات ہے۔ جو اسوقت احمدیہ سلسلہ کے سوا اور کسی مذہب میں مجھے نظر نہیں آئی۔ اور وہ وحی خدا کے سلسلہ کا جاری ہونا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ اور اب بھی کہتے ہیں کہ خدا پہلے بولتا تھا۔ اور اب وہ نہیں بولتا۔ اب وہ اپنے کسی بندے کو اپنے قرب کی راہیں نہیں بتاتا۔ لیکن احمدیہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو بتاتا اور دکھاتا ہے۔ کہ خدا جیسا پہلے بولتا تھا۔ ویسا ہی اب بھی اپنے پیارے بندوں سے بولتا ہے۔ اور انہیں اپنے قرب کی راہیں آپ بتاتا۔ دعائیں قبول کرتا اور اپنے نشانات ظاہر کرتا ہے۔ یہ ایسی بات ہے۔ جو کسی اور مذہب میں مجھے نظر نہیں آتی میں نے خود دعائیں کیں۔ اور ان کو قبول ہوتے دیکھا اسلئے میں احمدی ہو گیا۔

اب میں خواجہ کمال الدین کے متعلق بھی چند باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ اس لئے کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ انہوں نے میرے خلاف بعض باتیں

مشہور کی ہیں۔ خواجہ صاحب جب پہلے پہل ولایت گئے تو ان کی دُعاؤں میں برکت تھی۔ اسی کی برکت تھی۔ کہ لوگ ان کے ذریعہ مسلمان ہوتے تھے۔ اور اسوقت وہ حضرت احمدؑ کا بھی ذکر کرتے تھے۔ مگر اب نہیں معلوم وہ کن باتوں سے متاثر ہوئے۔ کہ انہوں نے حضرت احمدؑ کا ذکر چھوڑ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کی دُعاؤں میں اثر نہ رہا۔ اس موقعہ پر میں حضرت مسیح موعود کے تین شعر پڑھوں گا۔ جو میرے نزدیک ان کی حالت کے متعلق پیشگوئی ہے۔ حضرت احمدؑ نے فرمایا ہے

قدرتِ حق ہے کہ تم بھی میرے دشمن ہوگئے
یا محبت کے وہ دن تھے یا ہُوا ایسا نقار
دھوئے وہ دل سے سارے صحبت دیرین کے رنگ
پھول بن کر ایکساعت ہوگئے آخر کو خار
جسقدر نقد تعارف تھا وہ کھو بیٹھے تمام
آہ! کیا یہ دل میں گذرا ہوں میں اسے دلفگار

اَبْ وہ اس تمام "نقد تعارف" کو کھو بیٹھے ہیں۔ اور وہ لوگ جو ولایت میں ان سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ بھی ان کی بدگوئیاں کرتے ہیں۔ ایک انگریز عورت جو وہاں سے تعلق رکھتی تھی۔ مجھے ملی اس کا نام امینہ تھا۔ میں اسے مسٹر محمدؐ صادق۔ کے پاس لے آیا انہوں نے اسے سمجھایا وہ فوراً احمدی ہوگئی۔ اور خواجہ صاحب سے سخت ناراض ہوئی۔ کہ انہوں نے مجھے کیوں حضرت احمدؑ کے حالات نہیں بتائے۔ اور مصر ہوئی۔ کہ اس کا نام جو امینہ خواجہ صاحب نے رکھا ہے۔ اسے بدل کر اور رکھا جائے۔ چنانچہ اس کی خواہش کے مطابق اس کا نام بدل کر "احمدی بیگم" رکھا گیا۔ وہاں خواجہ صاحب کی حالت مُردہ کی سی ہے۔ اور خدا کے فضل سے ہمارے مبلغ کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ میں نے سنا ہے۔ کہ خواجہ کمال الدین نے اپنے جلسہ میں میرے خلاف بعض باتیں ... ... کہی ہیں۔ مثلاً یہ کہا کہ میں بیرسٹر نہیں ہوں۔ اس کا جواب ان کو یکم جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کو مل جائیگا۔ جب میں لائیسنس ملنے پر باقاعدہ لاہور میں پریکٹس شروع کر دوں گا۔ اور یہ کہ میں نے ان کی کلرکی کے طور پر ملازمت کی ہے۔ میں ان سے ثبوت

طلب کرتا ہوں کہ میں نے کب اور کہاں ان کی کلرکی کی ہے۔ دوسرے اگر میں نے ان کی کلرکی کی ملازمت کی بھی ہو تو کیا حرج ہے۔ کیونکہ کوئی کام جو دیانت سے کیا جائے برا نہیں۔ ان کو بتانا چاہیئے کہ اگر میں نے ان کی ملازمت کی بھی ہے۔ تو کیا ان کی کوئی بد دیانتی کی ہے۔ جس کو وہ میرے عیب کے طور پر کہتے ہیں۔

انھوں نے یہ بھی کہا ہے کہ میں قید رہا ہوں یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ میں نظر بند تھا۔ جیسا کہ ہندوستان میں کئی لوگ نظر بند ہوئے۔ اور نظر بندی اور قید دو مختلف چیزیں ہیں۔ گورنمنٹ کو میرے متعلق ایک غلط فہمی تھی۔ جب اس کو معلوم ہُوا کہ میں بے قصور ہوں۔ تو اس نے پابندیاں ہٹالیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے قید سے رہائی کے لئے احمدیت قبول کی ہے۔ سو جھوٹ ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس نظر بندی میں مجھے مطالعہ کا زیادہ موقعہ ملا۔ اور میں فیصلہ کر سکا کہ احمدیت سچا مذہب ہے۔ اس لحاظ سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ نظر بندی کی حالت میں مجھ پر احمدیت کی صداقت ظاہر ہوگئی۔ آخر میں حضرت مسیح موعود کے دو شعر پڑھتا ہوں ؎

ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑکر سلامت آنیوالی ہے
بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں اور تونے چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اِک دن ندامت آنیوالی ہے

آپ لوگ یہ سنکر خوش ہونگے۔ کہ انگلستان میں اسلام ترقی پر ہے۔ اور ان لوگوں میں اکثر وہ باتیں پائی جاتی ہیں جو اسلام کی تعلیم ہیں۔ لیکن ایک وقت آئے گا کہ وہ ظاہر میں بھی مسلمان ہونگے۔ امریکہ کے مشن کا ولایت پر بہت عمدہ اثر پڑیگا۔ کیونکہ انگریز دوسرے لوگوں کی تقلید کرتے ہیں۔ ابتدا نہیں کیا کرتے۔ جب امریکہ کے لوگ اسلام میں داخل ہونگے۔ تو یہ لوگ بھی اسلام کو جلد جلد قبول کرینگے۔ کیونکہ یہ پہل کرنے میں اس لئے ڈرتے ہیں کہ ممکن ہے۔ اس میں غلطی ہو۔

میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ امریکہ اور انگلستان میں اسلام پھیلنے کے لئے دعا کریں۔ ایک دفعہ میں اور مسٹر فتح محمد سیال ایک پادری کو ملنے گئے۔ پادری نے مسٹر سیال کو کہا کہ میں نے آپ کی تقریر سنی ہے۔ ان تقریروں سے آپ انگلستان کو مسلمان نہیں بنا سکتے۔ مسٹر سیال نے کہا کہ بے شک میری تقریروں میں یہ بات نہیں۔ لیکن میں آدھی آدھی رات کو اٹھ کر خدا سے جو دعائیں کرتا ہوں۔ وہ یہاں کے لوگوں کو مسلمان بنائینگی۔ پس آپ لوگ دعا کریں۔ اور میرے کامیاب ہونے کے بھی دعا کریں۔ کیونکہ میرا دو تین سال یہاں کام کرنے کے بعد ارادہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اجازت سے امریکہ جاکر تبلیغ کروں۔

اس کے بعد جلسہ برخاست ہُوا۔ اور نماز ظہر و عصر جمع ہوئیں۔ اگرچہ جلسہ حضرت کی تقریر کے بعد ختم ہو گیا تھا۔ اور اکثر حصہ مہمانوں کا روانہ ہو گیا تھا۔ مگر اعلان کیا گیا کہ جو احباب رہینگے۔ ان کے لئے تقریروں کا سلسلہ جاری رہے گا ؛

۲۹۔ دسمبر کا دوسرا اجلاس

چنانچہ دوسرے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت خانصاحب منشی فرزند علی صاحب فیروزپور شروع ہوا۔ مولوی ظل الرحمٰن صاحب بنگالی نے تلاوت قرآن کریم کی۔

جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب کی تقریر کا خلاصہ

اور جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب نے ساڑھے تین بجے تبلیغ ولایت کے عنوان سے اپنا لیکچر شروع کیا۔ وہ مضمون ... ... اسی اخبار میں درج ہے اس میں آپ نے ان مشکلات اور روکوں کا ذکر کیا۔ جو وہاں کام کرنیوالوں کو پیش آتی ہیں۔ اور وہ طریق بتایا۔ جس طرح ولایت میں ہمارا کام ہو رہا ہے۔ اور جس سے وہ روکیں دور ہو سکتی ہیں۔ فنڈز کی طرف بالخصوص توجہ دلائی۔ جناب قاضی صاحب کے بعد

حکیم خلیل احمد صاحب کی تقریر کا خلاصہ

جناب مولوی حکیم خلیل احمد صاحب مبلغ بمبئی نے "مسیح موعود کے کارناموں" پر اپنی تقریر شروع کی۔ تمہید میں آپ نے کہا کہ اگرچہ آپ لوگ تھک

گئے ہیں۔ اور سردی بھی اترآئی ہے۔ مگر یہ مضمون ایسا ہے کہ آپ میں گرمی پیدا ہو جائیگی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت اقدس کے مصلحانہ علمی۔ روحانی اور ادبی کارنامے بیان کرنے شروع کئے۔ اور دکھایا کہ مولوی ثناء اللہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے علمی کوئی خدمت نہیں کی۔ مگر اسی کی کتابوں میں مخالفوں کے جواب میں کہا گیا ہے کہ فلاں علمی مطالبہ کا جواب مرزا غلام احمدؐ کے پاس ہے۔ ادبی کارناموں میں آپ کی عبارتیں دکھائیں۔ جنہیں غیروں نے اپنی بنا کر شائع کیا۔ روحانی اثر کے بیان نے یہ اثر پیدا کیا کہ جلسہ کی حالت ہی بدل گئی۔ گیارہ سو روپیہ چندہ اور ہوا۔ بعد میں صدر جلسہ نے اختتامی تقریر کی۔ اور ان باتوں کو یاد رکھنے کی درخواست کی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح اور دوسرے بزرگوں نے بیان کیں اور دعا پر جلسہ برخاست ہوا۔

فالحمد للہ رب العالمین ۞

اغلاط کی اصلاح

---

(۱) ۱۸ نومبر ۱۹۱۹ء کے الفضل میں میں نے حضرت حافظ حامد علی صاحب کے حالات لکھے تھے ان میں ایک غلطی ہو گئی تھی جس کا مجھے اب علم ہوا اور میں . . . . . اسکی اصلاح کرتا ہوں میں نے لکھا تھا کہ "آپ کو حضرت اقدس نے افریقہ بھیجدیا تھا کہ وہاں جا کر آباد ہوں"۔ . . . . مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ خود افریقہ میں گئے تھے حضرت مسیح موعود کے حکم سے نہیں گئے تھے

(۲) گذشتہ پرچہ میں ہجری سنہ اور تاریخ یوں بنالیں ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ

عرفان الٰہی

جب تک انسان کسی چیز کا عارف نہ ہو وہ اس کو سمجھ نہیں سکتا جب تک خدا کی معرفت نہ ہو نہ خدا سے محبت ہو سکتی ہے نہ اسکی عذاب سے خوف۔ اسی معرفت الٰہی کے مسئلہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے گذشتہ سے پیوستہ جلسہ میں ایک معرکۃ الآرا تقریر فرمائی تھی جو کتابی صورت میں چھپ گئی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں

نمائندگان احمدیان بنگال کا ایڈریس

اور

حضور کی طرف سے اس کا جواب

بتاریخ ۳۱-۱ دسمبر ۱۹۱۹ء احمدیان بنگال کے نمائندگان نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور ایک ایڈریس پیش کیا۔ جسے نواب علی صاحب چودہری نے پڑھا۔ اور لطف الرحمن صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ ایڈریس اور اس کا جواب جو حضرت خلیفۃ المسیح نے دیا۔ احباب کی آگاہی کے لئے شائع کئے جاتے ہیں۔

خاکسار رحیم بخش ایم اے ناظر تالیف و اشاعت

نمائندگان احمدیان بنگال کا ایڈریس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بحضور مرشدنا و مولانا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی و امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ کلکتہ و بنگال کے ہم چند افراد کو توفیق مل گئی کہ اس مبارک جلسہ پر دارالامان حاضر ہوں۔ اور اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر ہم خود اپنی اور بنگال کے دیگر احمدی برادران کی طرف سے حضور کی خدمت میں عرض پرداز ہیں۔ کہ ہماری معروضات پر غور فرما کر اپنے ہمدردانہ و مشفقانہ فیصلہ سے سرفراز فرمائیں۔

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمارا صوبہ بنگال گو ہندوستان کے دوسرے سرے پر واقع ہے۔ اور مرکز سے بہت دور ہے۔ اور جہاں تک ہم کے مسلمانوں کی تعداد دنیا کے بڑے سے بڑے ملک کے مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ لیکن ان میں زیادہ تر متوسط الحال غرباء اور مزدوری پیشہ ہیں۔ خوشحال اور دولتمندوں کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ یہ بھولے سادے لوگ ہیں۔ ان میں قبولیت کا مادہ موجود ہے اور مذہبی خیال غالب ہے۔ مگر اس وقت ان پر ہندوستانی ملانوں کا اثر غالب ہے۔ جو اپنی اغراض کے لئے انہیں جہالت میں ڈالے ہوئے ہیں۔ ملکی زبان کا رواج ان میں بڑی حد تک ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن انگریزی اور اردو سے اکثر لوگ ناواقف ہیں۔ ہندو۔ بودھ اور برہمو۔ مسلمانوں کے مقابلہ میں خوشحال ہیں۔ اور اشاعت تعلیم نے ان کے دماغ کو تعصب سے بہت کچھ خالی کر دیا ہے اسی وجہ سے ان میں کے اکثر اس حقیقی سچائی کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جو احمدیت پیش کرتی ہے۔ مگر معقول کوشش کی ضرورت ہے۔ گو مرکز کی طرف سے بظاہر ایسی شاندار کوشش نہیں کی گئی۔ مگر خدا کے فضل سے احمدیت نے اس سرزمین پر اب اچھی طرح سے قدم جمالیا ہے۔ اور اکثر علاقوں میں احمدی موجود ہیں۔ جن کی تعداد اس وقت تک ڈیڑھ ہزار تک اندازہ کی جا سکتی ہے۔ لہٰذا گذشتہ تجربات کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اگر باقاعدہ کوشش کی جائے۔ تو بفضلہ تعالیٰ ہمیں پوری کامیابی ہو سکتی ہے۔ اور خاطر خواہ نتائج برآمد ہو سکتے ہیں ۞

بنگال میں اسوقت دو انجمنیں ہیں۔ مگر ان میں باقاعدہ انتظام اور جوش کی کمی کی وجہ سے ہمیں پوری کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ لہٰذا ہم نہایت عاجزانہ التماس کرتے ہیں کہ :-

(۱) حضور دعا فرمائیں کہ بنگال میں احمدیت کی اشاعت میں ہمیں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہو ۞

(۲) ایک قابل مبلغ بنگال میں مستقلانہ طور پر مقرر فرمایا جاوے جس کا ہیڈ کوارٹر کلکتہ ہو۔ اور اسے مشرقی بنگال میں سفر کا اور کم از کم تین مہینے برہمن بڑیہ میں قیام کا موقعہ دیا جائے ۞

(۳) ایک مناسب رقم اس لئے عطا کی جاوے کہ بنگالی اور اردو زبان میں ایک رسالہ جاری کیا جاوے جس

کے لئے تقریباً ایک سو روپیہ ماہوار کی ضرورت ہوگی ؛

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کے ترجمہ اور اشاعت کا کوئی باقاعدہ انتظام فرمایا جاوے ؛

بالآخر یہ درخواست گذاران در دل سے بدرگاہ ایزد متعال حضور کی درازی عمر و ترقی درجات وصحت و ترقی سلسلہ کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اور خواہاں ہیں کہ خداوند باری تعالیٰ حضور کے ذریعہ ہمیں ان انعامات کا وارث بنائے۔ جن کا وعدہ حضرت مسیح موعود کو دیا گیا ہے۔ فقط والسلام

عریضہ گذاران

محمد حسین - نواب علی چودھری عفی اللہ عنہ - ابوالہاشم خان چودہری - محمد رفیق عفی اللہ عنہ محمد نواز خان عفی اللہ عنہ - غیاث الدین - ظل الرحمٰن عفی اللہ عنہ ابوالعاصم خان چودہری - محکم الدین -

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

برادران و نمائندگان جماعت بنگال

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے اس بات کو معلوم کر کے کہ بنگال میں ڈیڑھ ہزار کے قریب جماعت احمدیہ کے آدمی ہیں۔ بہت خوشی ہوئی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ بنگال مسلمانوں کی تعداد کے لحاظ سے ہندوستان کا سب سے زیادہ خوش قسمت صوبہ ہے۔ اور یہ امر اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ بنگال کے لوگ حق کے قبول کرنے کے لئے بہت ہی تیار ہیں۔ کیونکہ باوجود ہندوستان کے ایک سرے پر ہوتے کے انہوں نے سب سے زیادہ جوش اور خروش کے ساتھ اسلام کا خیر مقدم کیا۔ پس جو لوگ کہ اسلام میں داخل ہیں یا ان کی نسبت بھی امید کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ دوسرے اپنے بھائیوں کی طرح اسلام کی خوبیوں کو دیکھ کر اس سے متاثر ہوں۔ اور اُسے قبول کریں۔

میں اس بات کو بھی قبول کرتا ہوں۔ کہ باوجود ایسے وسیع میدان کے جو بنگال میں موجود ہے۔ مرکزی طور پر اشاعت سلسلہ احمدیہ کے لئے کوئی کوشش نہیں کی گئی ؛ مگر میں ان باتوں کو تسلیم کرتے ہوئے آپ لوگوں کی توجہ اس بات کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے مادی ذرائع اسوقت تک نہایت محدود ہیں۔ اور دنیا کی رُوحانی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے جس قدر ظاہری اسباب کی ضرورت ہے۔ ان کے مہیا کرنے کی طاقت جماعت احمدیہ میں نہیں۔ اور جس حد تک کہ کام اسوقت تک ہو رہا ہے۔ وہ جماعت احمدیہ کی خاص قربانی اور ایثار کا نتیجہ ہے۔ جس کی توفیق صرف اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے اس کو ملی ہے۔ پس ان محدود ذرائع کی موجودگی میں مختلف ممالک دنیا میں سے چند ایسے ہی علاقوں کو تبلیغ و اشاعت کے لئے منتخب کیا جا سکتا ہے۔ کہ جو اپنے آپ کو کسی نہ کسی سبب سے صف اولیٰ میں لا کھڑا کریں ؛

چنانچہ اسوقت زیادہ تر تبلیغی کوششوں کا مرکز پنجاب ہے اور اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ۹۰ فیصدی روپیہ مرکز میں پنجاب کی طرف سے آتا ہے۔ پس پنجاب کی یہ خدمت اس کو خاص طور پر دوسرے ممالک سے ممتاز کرتی ہے۔ اور اس بات کا اسے حقدار قرار دیتی ہے۔ کہ اس کے باشندوں کو خاص طور پر دعوت ارشاد دی جا سکے ؛

دوسرے نمبر پر انگلستان ہے۔ اس جگہ پر مشن کا قیام اس لئے منظور کیا گیا ہے۔ کہ وہ جگہ اسوقت مرجع خلایق ہے۔ اور دنیاوی لحاظ سے دنیا کا نقطہ مرکزی ہے۔ پس وہاں سے تمام اقطار عالم میں صداقت کی آواز پہنچائی جا سکتی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانے میں سورج مغرب سے طلوع کریگا۔ پس ہم نے پسند کیا کہ سورج کو مغرب میں پہنچائیں تاکہ وہاں سے طلوع کرے ؛

تیسرے نمبر پر ماریشس ہے کہ جن کو دو مبلغ ہم نے دئے ہیں۔ وہ ایک دور دراز کا جزیرہ ہے اور وہاں کی آبادی کوئی زیادہ نہیں۔ مگر ماریشس نے اپنی قربانی سے اپنے آپ کو قائم کیا۔ وہاں تین سو یا چار سو کی جماعت نے ان دو مبلغوں کے اخراجات کو خود ہی اٹھایا ہوا ہے۔ اور اس کے علاوہ اشاعت سلسلہ کے لئے ٹریکٹ اور رسالے شائع کرتی رہتی ہے پس ایک قلیل تعداد کی ایسی بے نظیر قربانی اس بات کی طلبگار تھی۔ کہ اس کی علمی ضرورتوں کو مبلغوں سے پورا کیا جاوے

اس کے بعد بمبئی کا نمبر ہے۔ جہاں ایک مبلغ مستقل طور پر رکھا گیا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بمبئی ہندوستان کا دروازہ ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے بھی ایک طرف سارے ہندوستان پر اور دوسری طرف بیرون ممالک پر سلسلہ کا اثر ڈالا جا سکتا ہے۔ اور اس لئے بھی کہ مدراس اور اس کے قریب کے علاقے مرکز سے اتنے دُور ہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ کی خبران کو پہنچانے کے لئے ان اور پنجاب کے درمیان واسطہ ہونا چاہیئے ؛

اس کے بعد بنگال کا نمبر ہے۔ جہاں ایک مبلغ مقرر ہے۔ اور ایک عالم کو اشاعت دین کے لئے کچھ مدد دی جاتی ہے۔ ان علاقوں کے سوا دوسرے تمام علاقوں میں ضرورت کے وقت پر مبلغ بھیجے جاتے ہیں۔ مستقل مبلغ وہاں مقرر نہیں ہیں۔ اور نہ ان علاقوں کی جماعتوں کو کسی قسم کی مالی امداد تبلیغ کے لئے دی جاتی ہے۔ پس اس تفصیل سے آپ لوگوں کو معلوم ہو گیا۔ کہ بنگال گو بعض علاقوں کی نسبت پیچھے ہے لیکن بہت سے اور علاقوں کی نسبت مرکز کی طرف سے اس پر زیادہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اب آپ لوگوں نے جو خاص طور پر امداد کی درخواست کی ہے۔ اس کے پُورا کرنے کے لئے اس اصل کے ماتحت جو پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کوئی وجوہ موجود ہونے چاہئیں مگر افسوس ہے کہ ایسے کوئی وجوہ موجود نہیں۔ آپ لوگ تحریر فرماتے ہیں کہ ڈیڑھ ہزار آدمیوں کی موجودگی میں نہ باقاعدہ انتظام ہے۔ نہ جوش ہی ہے۔ پس جب کہ خود بنگال کی جماعت اس بوجھ کو نہیں اٹھاتی۔ جو کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اس پر رکھا گیا ہے۔ تو دوسرے مستحقین سے روپیہ چھین کر بنگال پر کس طرح خرچ کیا جا سکتا ہے۔ مدد کا وہی مستحق ہوتا ہے جو پہلے خود اپنی مدد کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ بھی بندے کو دُعا پر ہی کچھ دیتا ہے۔ لیکن دعا یہ نہیں کہ وہ کہے۔ کہ خدا تو یُوں کر دے۔ اور خدا اس طرح کر دے۔ بلکہ دعا ایک موت ہے۔ جو بندہ اپنے نفس پر وارد کرتا ہے۔ وہ سب سے

بڑی کوشش اور سعی ہے - گو مادی اسباب اس میں نظر نہیں آتے - مگر دعا کے ساتھ خدا تعالے نے محنت کی شرط لگائی ہوئی ہے - جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ماریشس اور نائیجیریا اور سیلون کے لوگ جو بنگال کی نسبت پنجاب سے زیادہ دور واقع ہیں - اور وہ اپنی دینی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے اپنے ملک سے طالب علم بھیج رہے ہیں - اور اپنے علم اور طاقت کے مطابق دشمنوں کا خوب مقابلہ کر رہے ہیں - تو ہمیں افسوس ہوتا ہے - کہ بنگال جہیں وہاں سے زیادہ احمدی ہیں - اور جو ان ممالک کی نسبت ہم سے زیادہ قریب ہیں - وہاں کے احمدیوں کی کوششیں ان ممالک کی کوششوں کے مقابلہ میں بمنزلہ صفر ہیں - پس اندریں حالات کسی بڑے پیمانہ پر بنگال میں مرکز کی طرف سے اشاعت و تبلیغ کے لئے انتظام کرنا ایک مشکل امر ہے - کیونکہ اس صورت میں ہمیں بہت سا روپیہ جو بعض زیادہ مستحق علاقوں پر خرچ کیا جاتا ہے - وہ بنگال پر خرچ کرنا پڑے گا - بس پیشتر اس کے کہ آپ لوگ اپنی درخواست کی قبولیت کی امید کریں - میں اُمید کرتا ہوں - کہ آپ لوگ اس توجہ کے قابل اپنے آپ کو ثابت کرینگے - اور اپنے انتظام کے باقاعدہ بنانے اور جماعت کی سستی کو دور کرنے کی طرف خاص طور پر متوجہ ہونگے - یہ تو میری طرف سے آپ کے ایڈریس کا اصل جواب ہے - مگر چونکہ مسیح موعود کے الہامات میں بنگال کی دل جوئی کا حکم دیا گیا - اس لئے اس حکم کی اتباع میں باوجودیکہ بنگال نے اپنے آپ کو اس کا مستحق ثابت نہیں کیا - میں ایک حد تک آپ لوگوں کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے تیار ہوں - امر اوّل کے متعلق میں وعدہ کرتا ہوں - کہ انشاء اللہ تعالےٰ بنگال میں اشاعت احمدیت کے لئے دُعا کروں گا -

امر ثانی کے متعلق بھی میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کوئی مناسب آدمی مل جاوے - تو اس کو بنگال کے لئے مبلّغ مقرر کرنے میں ہمدردانہ طور پر غور کرونگا

امر ثالث اور رابع دونوں کے متعلق میں آپ لوگوں سے اسقدر وعدہ کرتا ہوں - کہ اگر بنگال کی جماعت ان دونوں کاموں کے لئے کوشش کریگی - تو میں پہلے دو سال کے لئے ایک مناسب رقم جس کی تعیین میں اسوقت نہیں کر سکتا - مرکزی خزانہ سے بطور امداد دلوا دونگا -

آخر میں میں آپ لوگوں کی توجہ پھر اس طرف پھیرنی چاہتا ہوں - کہ وہ ترقیات کا دروازہ جو اسوقت مومنوں کیلئے خدا تعالیٰ نے کھولا ہے - اس میں داخل ہونے کے لئے آپ لوگ کوشش اور سعی فرماویں - اور اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی اس امر کی طرف متوجہ کریں - اور یاد رکھیں کہ محبت محبت کے ساتھ پیدا ہوتی ہے - اور مدد مدد کے ساتھ آتی ہے - خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو اور آپ لوگوں کو اپنے فرائض کی ادائگی کی توفیق عطا فرمادے - اور آپ کی کوششوں میں برکت دے - اور اپنے فضلوں کا وارث کرے - آمین - والسلام

دستخط

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

نظم

وہ اور ہم

جناب مولوی ابو محمد محفوظ الحق صاحب علمی کی وہ نظم جو آپ نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پڑھی

تکتے ہیں وہ راہ حضرت عیسیٰ کی
ہیں دین و خرد جبھی تو ان کے شاکی
تکتے ہیں وہ آسماں کی جانب اب تک
اللہ! یہ ان کی سادہ لوحی کب تک
آتا نہیں آسماں سے کوئی انساں
ہرگز نہ کرے محال جوئی انساں
ہیں وہ غم انتظار سہنے والے
تقلید کی سخت رو میں بہنے والے
مبہوت ہیں ٹکٹکی لگانے والے
آتے نہیں اس جہاں سے جانیوالے
۲ ہیں منتظر جناب عیسیٰ حیراں
ہم آکے ہوئے ہیں قادیاں میں شاداں
کچھ بھی نہ ملا انہیں بجز رسوائی
انعام خدا کی ہم نے دولت پائی
وہ روتے ہیں اور اپنا سر دھنتے ہیں
ہم روز خوشی کی اِک خبر سنتے ہیں
وہ رنج والم سے چور رہنے والے
ہم کلفتِ غم سے دور رہنے والے
وہ ہجر کی کلفتیں اُٹھانے والے
ہم لذّتِ وصل یار پانے والے
وہ ہم سے برابری کرینگے کیوں کر
وہ دعویٰ ہمسری کرینگے کیوں کر
فرق است میان آنکہ یارش در بر
با آنکہ دو چشم انتظارش بر در

اللہ اکبر اللہ اکبر

اے قادیان، مبارک - تجھ میں سے خدا کا مسیح اٹھا مردے زندہ ہوئے - شمع وحدت روشن ہوئی پروانے جمع ہیں - منارۃ البیضا چمکا - نورانی کرنیں پھیلیں -

اے منارۃ البیضا - آج ہم تیرے نیچے ہیں، کل ایک عالم تیرے سایہ تلے ہوگا -

اے منارۃ البیضا تو مبارک ہے - بڑھ اور بلندیوں کو طے کرتا ہوا سطح زمین کو چیرتا ہوا یورپ میں جا کر سر نکال - انگلستان پہنچ کر چمک لنڈن میں سربلند ہو اے مسجد اقصیٰ - تو اقصائے مغرب میں جلوہ فگن ہو تیرے چاہنے والے تجھے بلاتے ہیں - تجھ میں آکر خدا کے بندے خدا ہی کے لئے سر جھکائینگے - اور سربلند ہونگے -

دوستو! ہمارا امام فضل عمر ہے - اسلام کی عمارت کا آباد کرنیوالا - اسلام کا رُوحانی قلعہ قائم کرنا چاہتا ہے اٹھو دوستو! ہم اینٹیں دیں - ہم بیت ہو جاؤ - کھڑے ہو جاؤ - اور ہم ملکر خدا کا گھر بنائیں - کہو اللہ اکبر - اللہ اکبر - لا الٰہ الا اللہ - واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد

(علمی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلے علے رسولہ الکریم

تبلیغِ ولایت

جناب قاضی محمد عبد اللہ صاحب بی۔اے۔بی۔ٹی مبلغ ولایت کا وہ مضمون جو آپنے ۱۹۱۹ء کے سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ میں پڑھکر سنایا۔

سب سے اوّل اس مولا کریم کا ہزار ہزار شکر اور حمد ہے جس نے محض اپنے فضل ورحم کے ساتھ ہم میں اپنا پیارا مُرسل بروز محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث فرمایا۔ تاکہ اسوقت جبکہ تمام مذاہب اور مختلف فرقے میدان میں اپنے رنگا رنگ کے لباسوں میں ظاہر ہوچکے ہیں۔ ان سب پر دین حق کا غلبہ چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ ثابت کردے۔ صلوٰۃ وسلام ہو۔ اس کے پاک مُرسل اور اسکے سطاع پر۔ جس نے اپنی رُوحانی طاقت سے ہمیں وہ نورمعرفت بخشا۔ کہ ہم نے ہر قسم کی ظلمت سے کنارہ کشی کرکے حقیقی اسلام کو پہچان لیا۔ اور ایسے تازہ سفرجات اور مقویات کا جام پلایا۔ کہ ہماری جان میں صرف جان ہی نہ آئی۔ بلکہ ہم میں اس دین کے پھیلانے کے واسطے خاص جوش اور ولولہ پیدا ہوگیا پس مبارک ہو۔ اے مُحبان مسیح والمہدی کہ آپ کی دینی تڑپ صرف اپنے ابنائے وطن تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ آپ کی سرگرمی اور سعی سے غیر ممالک میں بھی ایک گروہ دین حقہ میں داخل ہوگیا۔ جس کے ہر وقت اور ہر آن میں بڑھنے۔ پھولنے اور پھیلنے کی قوی اُمید ہے۔ کیسے شکر کا مقام ہے۔ کہ ہماری جماعت کی باگ ڈور اس اولوالعزم امام کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے عقدِ ہمت اور شبانہ روز دعاؤں کی برکت سے دور دراز کے ملکوں میں کامیابی کی خوشخبریاں سنتے ہیں۔ واقعی خدا کی نصرت اسے عمر ثانی کا خطاب دے رہی ہے خواہ حاسد کتنا ہی بُرا منائیں ؎

تعجب ہے۔ کہ ایک وقت احمدیہ کے کسی دشمن نے یہ خبر اُڑائی تھی۔ کہ ولایت میں احمدیت کی تبلیغ سیتم قاتل ہے۔ احمدیہ کے فدائی اس سے سخت حیران ہوئے کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے پیارے کو لوگوں کی ہدایت کے واسطے بھیجے۔ اور ہر طرح سے اس کے مشن اور اس کی جماعت کی فتح اور ترقی کا وعدہ بخشے۔ مگر کوئی مجہول اس کے برعکس یہ کہدے کہ احمدیہ کے مشن کی تبلیغ انگلستان میں کرنی ہلاکت میں ڈالنے والی ہے۔ اس بیان سے تین باتیں عیاں ہوتی ہیں یا تو ایسا مخبر خدا کے برگزیدہ مرسل کا مخالف ہے یا یہ کہ حددرجہ کا جاہل ہے۔ اور خدا اور اس کی قدرتوں کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ یا یہ کہ بعض ذاتی اغراض نے حق کے خلاف ایسی بیہودہ خبر دینے پر اُسے مجبور کیا ہے۔ جو کچھ بھی ہو۔ غور کرو۔ ایسے شخص کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ جبکہ وہ آئے دن ولایت میں ہمارے مشن کی تبلیغ سے نومسلموں کے نام پڑھتا ہوگا یہ ایسی زک اس کو اور اس کے رفیقوں کو نصیب ہوئی ہے۔ کہ اب وہ سر اُٹھا نہیں سکتے۔ اصل میں یہ ایک باریک چال تھی۔ جو احمدیت کے خلاف منصوبہ بازوں نے چلی۔ مگر خلیفہ برحق کے سامنے منہ کی کھائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے وہاں اپنا احمدی مشن قائم کرنے سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچادی ہے۔ کہ حق ہمارے ساتھ ہے۔ اور اسوقت فتح احمدیہ کے نام پر ہے۔ اور یہ لوگ سلسلہ حقہ کی مخالفت میں کامیاب نہیں ہوسکتے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ یورپ کے دہریوں اور انگلستان کے فلاسفرانہ مزاج لوگوں میں جنھیں دہریت اور مادہ پرستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اور کوئی فرد بھی مذہب وان ہو یا منکر مذہب ایسا نہیں جو دہریت اور مادہ پرستی کے اثر سے باہر ہو۔ ہستی باری کا معرفت اور یقین کے ساتھ ان کو منوانا محض معقولی اور منقولی رنگ میں ہرگز کارگر نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ زندہ خدا تعالیٰ کے تازہ اور زبردست نشانات مشاہدہ نہ کرائے جائیں خدا کا انسان سے ہمکلام ہونا اور الہام اور وحی کا دروازہ کھلا ہونا ایسا بین ثبوت ہستی باری تعالےٰ کا ہے۔ جس سے دل کے تمام شکوک اور شبہات کا ازالہ ہوسکتا ہے۔ یہ ایک نہایت کارآمد نسخہ ہے۔ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ جس سے ولایت کے دہریہ طبع خدا کی ہستی کو دل سے مان سکیں۔ ہم نے بارہا اسے آزمایا اور ہر دفعہ ہمیں اس سے کامیابی ہوئی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ پیشگوئیوں پر عام لوگ ہنسی اور مذاق کردیتے ہیں۔ جس کی زیادہ وجہ یہی ہے۔ کہ جھوٹی نبوت کرنیوالے انہوں نے کثرت سے دیکھے ہیں۔ اس لئے ان کا کانشنس اس سے تسلی نہیں پکڑ سکتا۔

یہ ایک نہایت ہی عجیب بات ہے۔ کہ خواجہ صاحب بھی ایسے لوگوں کے اثر کے نیچے آگئے۔ اور وہ حقیقی پیشگوئی کو کبھی وقعت کی نظر سے نہیں دیکھتے۔ اسی سال مارچ کے مہینے میں مجھے ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اثنائے گفتگو میں انہوں نے ہمارے اس طریق عمل پر بہت حیرت ظاہر کی۔ کہ ہم زار رُوس والی پیشگوئی اور حضرت مسیح موعود کی دیگر نبوتوں کی تشہیر اور اشاعت کرکے اسلام کی سچائی کا ثبوت لوگوں کو دیتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ پیشگوئیاں کیا بلا ہوتی ہیں۔ ایسی پیشگوئیاں تو عام لوگ کردیتے ہیں۔ ابھی میرے پاس ایک کتاب تھی۔ جسمیں اس جنگ کے بارے میں پیشگوئیاں کی ہوئی تھیں۔ جو بعینہٖ صحیح ثابت ہورہی ہیں۔ میں نے ان کو بتایا کہ ایسی پیشگوئیوں کا مقابلہ ان الہامات کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ جو خدا تعالےٰ اپنی جناب سے اپنے برگزیدوں کو عطا کرتا ہے۔ تاکہ وہ کلام باوجود مخالف حالات کے عجیب طور سے پورا ہوکر ان کی صداقت کا ایک نشان ہو اور لوگ ہدایت پاویں۔ سامنے ایک کرسی تھی۔ اس کی طرف اشارہ کرکے میں نے تمثیلاً بتایا کہ ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ یہ کرسی ٹوٹ جاویگی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک وقت آئیگا۔ کہ یہ بوسیدہ ہوکر ٹوٹ جاویگی۔ مگر کوئی صاحب فراست کرسی کی کمزور حالت اور آپ کے بھاری بھرکم ہونے کا اندازہ لگا کر یہ کہدے۔ کہ خواجہ صاحب کے بیٹھتے ہی یہ کرسی ٹوٹ جاویگی تو یہ بات اُن کی فراست پر دال ہوگی۔ مگر

اگر کوئی صاحب بغیر آپ کے جاننے اور دیکھنے کے اور بغیر اس کرسی کی ظاہری حالت کو دیکھنے کے الہام آلہی کی بنا پر یہ کہدے۔ کہ خدا تعالےٰ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ ایسی ایسی کرسی جو فلاں جگہ ہے ایسے شخص کے جس کا حلیہ یہ ہے۔ استعمال کرنے سے چند روز کے اندر ہی ٹوٹ جاویگی۔ تو اس کے بعینہ پورا ہونے سے اس شخص کے ملہم من اللہ ہونے کے ثبوت میں ایک دلیل ہوگی۔ ایسا ہی میں بیان کر رہا تھا کہ خواجہ صاحب بولے۔ آپ ہمیں اب سمجھاتے ہیں۔ ہم تو حضرت مرزا صاحب کے ساتھ رہے ہیں۔ جب کوئی وہ پیشگوئی کرتے تھے۔ تو مجھے تو ڈر ہی لگ جاتا تھا۔ کیونکہ یہ کوئی فیصلے کی راہ نہیں۔ بلکہ مصیبت میں ڈال دیتی ہے اسپر لدھیانے کے اسد اللہ کے بیٹے کے بارے میں لمبا قصہ سنایا۔ غرض میری یہ ہے۔ کہ پیشگوئیوں کے پیش کرنے سے ایک گروہ ایسا بھی ہے۔ جو ہنسی میں اڑا دیتا ہے۔ غالباً جس سے ڈر کر ہمارے خواجہ صاحب ایسے بردل ہوئے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بڑے کاری ہتھیار کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔

گر حقیقت یہ ہے۔ کہ اسلام کی ترقی کی راہ اس زمانہ میں اسی سے وابستہ ہے۔ کہ اسلام کا خدا اپنی پوری صفات کے ساتھ ہمکلام ہونیوالا اپنی قدرت اور حکمت سے چمکتے ہوئے تازہ نشانوں کے ساتھ زندہ ثابت کیا جاوے۔ یہی راہ ہے۔ کہ جس سے سارا یورپ اپنے وقت پر حلقہ بگوش اسلام ہو جاوے۔ یورپ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیش کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ حضور کا وجود ایسے زبردست نشانوں سے وابستہ ہے۔ جو علیم۔ حکیم۔ قادر مطلق خدا کے ہونے کے یقینی ثبوت اور شاہد ہیں۔ جتنا کہ زمین و آسمان ایسا قطعی ثبوت ہستی باری تعالےٰ کا بہم نہیں پہنچا سکتی۔ جتنا کہ خدا کا اپنے کسی بندے سے ہمکلام ہو کر اس کو دنیا کے لئے مصلح اور مامور کر کے مبعوث کرنا۔ بات یہ ہے۔ کہ زمین و آسمان کی بناوٹ سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کہ کوئی اعلیٰ ہستی اس کا خالق ہونا چاہیئے مگر یقین سے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ ہے۔ کیونکہ کسی نے اس کو بناتے ہوئے دیکھا نہیں ہے۔ اور یاد رہے کہ لفظ ہے اور ہونا چاہیئے میں بڑا فرق ہے ہونا چاہیئے۔ امکان اور احتمال پر دلالت کرتا ہے پس اسواسطے کہ خدا ہے۔ وہ اپنی ہستی کا یقینی علم اس طرح سے بخشتا ہے کہ اپنے ایک بندے کو جو سراسر گمنامی کی حالت میں ہوتا ہے۔ لوگوں کی ہدایت کیواسطے منتخب کر کے کھڑا کر دیتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ یہ میری طرف سے ہے یہ میرا پیغام بر ہے۔ اس کی بات مانو۔ اس کی تحقیر اور مخالفت کرنے والوں کو ذلیل کروں گا۔ میں اس کی لوگوں کی سازشوں سے حفاظت کرونگا۔ اس کی عزت اور منزلت روز بروز بڑھاؤں گا۔ گمنامی کی حالت سے نکالکر اس کی شہرت دنیا کے تمام کناروں میں پھیلاؤں گا۔ لوگ دور دراز سے اس کے پاس آوینگے۔ میں اس کو ایسا بناؤں گا۔ اسوقت چونکہ ظاہری حالت ایسی نہیں ہوتی۔ کہ لوگ اس کی تعلیم پر توجہ کریں۔ بلکہ اس کی مخالفت اور عداوت کا طوفان اس طور سے اٹھتا ہے کہ قریب ہو جاتا ہے کہ یہ نتھا پودا ملیست و نابود ہو جاوے۔ مگر باوجود ہر قسم کی مخالفتوں اور ایذا رسانیوں کے خدا کا پیارا حسب وعدہ بڑھتا ہے۔ اور فتح پاتا ہے۔ اور جب یہ سب ترقی لوگ اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہیں۔ تب شاہد کر لیتے ہیں کہ ضرور خدا ہے۔ جو اپنی زبردست طاقت سے ایک نہایت ہی کمزور کو اپنا نبی بناتا اور دنیا کو اس نبی یا نبی کی اتباع کے آگے جھکا دیتا ہے۔ پس نبی کا وجود خدا کی ہستی کا بڑا نشان ہے۔ جو زمین و آسمان کی بناوٹ سے بھی زیادہ یقینی ہے۔ اس ساری تقریر سے میری مراد یہ ہے۔ کہ ولایت میں احمدیت سم قاتل ہرگز نہیں۔ بلکہ احمدیت اپنے ہر رنگ میں دھریوں کی اور دو ابجا ہر یولما کا ایک ہی علاج ہے۔ جو خدا کے فضل و کرم سے ہر طرح سے تسلی بخش ثابت ہو رہا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ خدا کے زبردست نشانوں نے جو حال ہی میں جنگ عظیم کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں۔ ہر قسم کے طبقے کے لوگوں کو جگا دیا ہے۔ وہ محسوس کر رہے ہیں کہ ہم میں کیا کیا نقص ہیں۔ اور ان کی اصلاح کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ یورپ کی تہذیب جسپر موجودہ عیسائیت کو بڑا ناز تھا۔ اس سے ہی ایسی تباہی دنیا میں ہوئی۔ کہ اس کے برابر کبھی نہیں ہوئی۔ عوام ہر طرف سے نالاں ہیں۔ عیسائیت سے بیزار ہیں ایسی کوشش میں ہیں کہ کسی ذریعہ سے ان کی عقدہ کشائی ہو۔ بے چینی ہر درجہ کی بڑھ گئی ہے۔ مزدور پیشہ لوگوں میں اور امیر طبقے میں خصوصیت سے باہمی تنازع چھڑا ہوا ہے۔ جس کے سدھرنے کی بظاہر کوئی صورت نہیں دکھائی دیتی۔ اسلام ہی ہے۔ جو اس ساری اصلاح کا بار اٹھا سکے۔ یہ وقت ہے کہ اسلامی اصولوں کی تبلیغ پورے زور سے کیجاوے۔ اسوقت ساری دنیا ایک ساہبٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ دل مصائب کی وجہ سے پگھلے ہوئے ہیں۔ یہی وقت ہے کہ ان پر اسلام کی صداقتوں کا نقش جما دیا جاوے ۔

موجودہ عیسائیت کا جہاز نہایت ہی طوفانی سمندر سے گذر رہا ہے۔ اسمیں کئی جگہ سوراخ ہو چکے ہیں۔ اس کے ملاح اس کے نقصوں اور کمی رفتار سے پورے آگاہ ہو کر اس فکر میں ہیں کہ ڈوبنے سے بچالیں۔ رومن کیتھلک مذہب اپنی خاص organization کی وجہ سے روبہ ترقی ہے کیونکہ اسمیں Devotional spirit ہے۔ اسواسطے اگر ڈوبنے سے بچ گیا تو غالباً Catholicism کی طرف اس کے کارکن اس کو لیجائینگے۔ اس کے بعد Re-formation period کی طرح Libral reaction کی زیادہ قوی امید ہے free thought میں اگر Christianity کو پورے طور سے جگہ دی جاوے۔ تو عیسائیت کی ایسی قطع برید ہو جاویگی۔ کہ کچھ بھی نہیں رہیگا۔ کسر صلیب خود بخود ہو رہی ہے۔ صرف اخلاقی تعلیم رہیگی۔ اس میں بھی مسیحیت کی کوئی خصوصیت نہ رہیگی۔ کیونکہ اس میں نرمی اور نیکی کی تعلیم مسیح سے قبل بھی دنیا میں دی جا چکی ہے۔

بس یہ جہاز اب اس قابل نہیں۔ کہ حق کے طالبوں کو کسی طرف لے جا سکے۔ دہریت۔ اور مادہ پرستی کا طوفان حد سے بڑھ گیا ہے۔ اس کے واسطے ایک اور کشتی طیار ہو چکی ہے۔ جو ہر قسم کے طوفان کا مقابلہ کر کے نجات کے

بندرگاہ تک لے جا سکتی ہے۔ یہ وہی کشتی ہے۔ جسمیں آپ سب سوار ہو چکے ہیں۔ اور جس کا کپتان خدا کا برگزیدہ مسیح موعود ہے۔ اور اس وقت اس کا قائم مقام حضرت محمود ہے۔

انگریزی حکومت سے ہمیں بہت مفاد پہنچے ہیں ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ جب ہم مذہبی رنگ میں اپنے نیک حاکموں کی قوم کو خراب حالتیں دیکھتے ہیں۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں۔ کہ ان کے سدھارنے کے واسطے بڑھ بڑھ کر کوشش کریں۔ وہ وقت دور نہیں اور خدا تعالےٰ کے نزدیک انہونی نہیں۔ جبکہ وہ سب کشتی نوح ثانی میں سوار ہو کر ہم سے آملیں۔

ہماری موجودہ ترقی اسبات کے واسطے کافی ثبوت ہے۔ کہ ان میں ایسے سعید الفطرت ہیں۔ جو حق کو معلوم کر کے فوراً اس کو اختیار کر لیتے ہیں۔ ان میں ایسا تعصب نہیں۔ کہ صداقت کو سمجھ کر پھر اس سے فائدہ اٹھانے میں پہلو تہی کریں۔ اس میں شک نہیں کہ ہر صداقت کی پہلے مخالفت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ سائنس کی تحقیقات سے جو قانون وقتاً فوقتاً صحیح ثابت ہوتے رہتے ہیں۔ اولاً ان کی سخت مخالفت ہوتی ہے۔ مگر جب معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ ان کی بہتری اور بہبودی کے واسطے ہیں۔ تو اس کو اختیار کرنے میں جلدی کرتے ہیں۔

مذہبی رنگ میں بھی یہی حال ہے۔ تاریخ اس پر شاہد ہے۔ کہ کس طرح آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو چھوڑ کر عیسائیت کو اختیار کیا۔ اور پھر جب کیتھولک مذہب کے اصول ناقابل برداشت ہوئے۔ تو پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کر لیا۔ اب اس سے دل برداشتہ ہیں۔ اور اپنی مذہبی آزادی کی وجہ سے ضرور اسلام کے کامل اور اعلیٰ اصول کو اختیار کر لینگے۔ بشرطیکہ صحیح طور پر اسلام ان کو پہنچایا جاوے۔ اور ان کو معلوم ہو جائے۔ کہ اس سے ان کی قوم اپنی ترقی اور طاقت کو قائم رکھ سکتی ہے۔ یہ قوم دنیاداری کے عملی رنگ میں بہت سبقت لے گئی ہے۔ قرآن شریف نے چھوٹے سے فقرہ سے ان کا نقشہ کھینچ رہا ہے۔ ضل سعیہم فی الحیوٰۃ الدنیا۔

اگر ہم ان سے اسلام قبول کرانا چاہتے ہیں تو ان پر یہ واضح کرنا چاہیئے۔ کہ اس کے اختیار کرنے سے ظاہری رنگ میں فلاں فلاں کمزوریاں ان کی دور ہونگی۔ اور اصلاحات کے بعد انکی قومی ترقی اور بہبودی میں تقویت آجاویگی۔ ایک اہم مشکل جو اسلام کی فضیلت سمجھنے میں روک ہو رہی ہے۔ وہ موجودہ اسلامی سلطنت کا بطور نمونہ ہر ترکوں کو اور اسلام کو وہ ایک چیز سمجھتے ہیں۔ ترکی کی کمزوری اور ضعف اسلام کی کمزوری گردانی جاتی ہے وجہ تو اس کی یہی ہے کہ بعض مطلب پرستوں نے عوام میں ایسا مشہور کر رکھا ہے کہ ترکوں کے مظالم جو نہایت دردانگیز طور پر پیش کئے جاتے ہیں۔ ان کے مذہب اسلام کی وجہ سے ہیں۔ اسوقت اس کا ایک ہی علاج ہے کہ ہماری قوم جو حقیقی اسلام کو پا چکی ہے۔ عملی رنگ میں اعلیٰ درجہ کا نمونہ بنے۔ جس کو ہمارے مشنری ولایت میں پیش کر سکیں۔ اسکی بڑی ضرورت ہے۔ نہ صرف دوسرے لوگوں کو عمدہ نمونہ دکھلا کر مسلمان بنانے کیواسطے بلکہ اپنی حالت کو درست کرنے کیواسطے اور اعلیٰ درجہ کی ترقی کے حاصل کرنے کے واسطے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ارشاد الٰہی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ ہم خیر یعنی بہتر اور فضیلت والے ہر رنگ میں دنیاداری کے کاروبار میں دوسروں کے ساتھ لین دین میں اعلیٰ درجہ کی تعلیم کے حصول میں گھربار کے تعلقات میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک میں اپنی ضروریات کو محنت سے اور توجہ سے مہیا کرنے میں اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور غرباء اور مساکین کی امداد میں غیر اقوام اور مذاہب کے ساتھ فیاضانہ تعلقات قائم کرنے میں ان سب امور میں جو ہماری دینی اور دنیوی ترقیوں کے واسطے لازمی اور ضروری ہیں۔ سب اقوام کے سامنے ہم اپنے آپ کو ممتاز اور خیر ثابت نہ کریں۔ ولایت میں اگر اس پاک چشمہ معرفت کا پانی پیاسوں کو اور صدیوں کے گندے نالوں پر ٹھہرے ہوئے لوگوں کو پلانا ہے۔ تو اپنے آپ کو ممتاز ہر رنگ میں ثابت کر کے دکھلاؤ۔

مجھے اندیشہ ہے کہ مضمون سے باہر نہ چلا جاؤں مگر تو بھی مختصر طور پر دو باتوں کیطرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔

اوّل یہ کہ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے مسیح موعود کے ہاتھوں کی لگائی ہوئی جماعت ہیں۔ ہمیں وہ روح دیگئی ہے۔ جو اس وقت دوسری اقوام میں مفقود ہے۔ ہم وہ بیج ہیں۔ جس کے بڑھنے۔ شاندار ہونے۔ پھولنے اور پھلنے کا وعدہ خدا کی طرف سے ہے۔ ہم بفضلہ تعالےٰ ضرور ترقی کرینگے۔ مگر ضروری ہے کہ ہمارا وقت۔ طاقت اور مال انفرادی طور پر بیجا صرف نہ ہو وقت کا ضائع کرنا ترقی کی راہ میں ایک ایسی تباہ کرنیوالی روک ہے کہ خدا تعالےٰ نے خصوصیت سے حضرت مسیح موعود کو وعدہ فرمایا کہ لا یضاع وقتہ۔

(۱) Organization اور پھر (۲) Combined organization سے وہ کام نکل سکتا ہے۔ جو انفرادی رنگ میں سو گنا طاقت بڑھانے میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ مثلاً حال ہی کی جنگ میں یہ سبق ملتا ہے کہ انفرادی طور پر کوئی جنرل دشمن پر غالب آسکا جب تک کہ اطالیوں۔ فرانسیسوں۔ امریکن۔ بلجیئن اور انگریزوں نے ایک شخص کی ماتحتی میں دشمن کا مقابلہ شروع نہ کیا۔ یہ سب امور جن کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے۔ مجموعی نظام کے ماتحت آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی تحریک سے اس کام کی ابتدا ہو چکی ہے۔ اسمیں آپ کی امداد جتنی جلد پہنچ سکے۔ اسلامی اُمت کو خیر ثابت کرنے کیواسطے مفید ہوگی۔

دوسری بات جو اسوقت ہمارے واسطے ضروری ہے۔ آنیوالی نسلوں کی تعلیم و تربیت ہے۔ یہ نہایت ہی اہم سوال ہے۔ جسکی طرف میں آپکو متوجہ کرتا ہوں۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ پچیس سال کے عرصہ میں آپ دنیا میں ایک حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دینگے یعنی لوگونکو اسلام کی طرف فوج در فوج آنیوالے پاوینگے۔ تعلیم کی غرض بھی غرض نہیں کہ بڑی بڑی ملازمتیں مل جاویں۔ بلکہ یہ کہ اولاد کی تربیت اس رنگ سے ہو کہ وہ اعلیٰ درجہ کے انسان مسلمان ہوں اپنے فرائض کو سمجھ لیں کہ ہم کیا ہیں اور ہمیں کیا کرنا ہے۔ اپنی ضروریات کے مہیا کرنے میں کسی پہلو سے بھی کسی سے کم نہوں۔ قادیان کے مدارس میں بچوں کو بھیجنے سے جو فائدے ہوتے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ تجربہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو بچے یہاں کے تعلیم یافتہ ہوتے ہیں۔ خواہ وہ بظاہر اپنے دوران قیام میں یہاں دینی رنگ میں سست

(باقی آئندہ)

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب طیلانی ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیطرف سے شائع ہوا) پرنٹر و پبلشر